محرابِ دُعا

[کلام حضرت مولانا محمد علی مکھڈیؒ]

مرتب محمد ساجد نظامی



بیان غزلیات فارسیہ مؤلفہ حضرت مولانا صاحب مکھڈی قدس سرہ اند

نظامیہ دارالاشاعت، مکھڈ شریف (اٹک)

محرابِ دُعا

[کلام حضرت مولانا محمد علی مکھڈیؒ]

محترم جناب فدا حسین ہاشمی صاحب
کی نذر
بصد خلوص!



مرتب

محمد ساجد نظامی

محمد ساجد نظامی
۳ محرم الحرام
۱۴۳۱ھ

نظامیہ دارالاشاعت، مکھڈ شریف (اٹک)





کی سوانح حیات مبارکہ کی کتب ہمارے پاس

PDF فائل میں دستیاب ہیں  

جس بھائی کو چاہیئے وہ ہمارے واٹس ایپ پر مفت حاصل کرسکتا ہے

اس کے علاوہ دیگر تونسوی خواجگان کی سیرت پر کتب اور اسلامی کتب بھی طلب کرسکتے ہیں۔

مزید معلومات کیلئے ہمارے YouTube یوٹیوب چینل کو سبسکرائب کریں

Sulemania Chishtia Library

خلیفہ مدنی تونسوی +92 332 1717717 

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

پرائمری اور مڈل امتحان دینے
والے طلباء کیلئے داخلے جاری ہیں

جامعہ مولانا احمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

حفظ القرآن مع التجوید

درس نظامی

عصری تعلیم

مہتمم
غلام عباس چشتی

 0318-6384966
0348-7019706

نزد قبرستان فلٹریشن پلانٹ منگروٹھہ روڈ
تونسہ شریف



ضابطۂ اشاعت

کتاب : محرابِ دُعا

کلام : حضرت مولانا محمد علی مکھڈیؒ

مرتب : محمد ساجد نظامی

ناشر : نظامیہ دارالاشاعت مکھڈ شریف (اٹک)

سالِ اشاعت : ۲۹۔رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ/۳۔نومبر ۲۰۰۵ء

تعداد : پانچ سو

ہدیہ : پچاس روپے

اہتمامِ اشاعت : عدیم پرنٹنگ سروسز، اٹک

ملنے کا پتا : زیارت لائبریری، مکھڈ شریف ضلع اٹک

انتساب

حضرت محبوبِ الٰہی رحمتہ اللہ علیہ

اور

حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ

کے سات سو سالہ عرسِ پاک کے کیف آگیں لمحوں کے نام



حاجتِ مسجد و محراب مرا نیست کہ من
طاقِ ابروئے تو محرابِ دُعا می بینم



فہرست

☆☆☆

حضرت مولانا محمد علی مکھڈیؒ ۔۔۔۔ احوال و آثار

ابتدائی حالات:

حضرت مولانا محمد علی مکھڈیؒ ۱۱۶۴ھ بہ مطابق ۱۷۵۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کے والدِ محترم کا نام مولانا محمد شفیع تھا۔ صاحبِ تذکرۃ المحبوب نے آپؒ کا نسب نامہ یوں رقم فرمایا ہے:

مولانا محمد علی ابن محمد شفیع ابن محمد داؤد جلال آبادی

آپؒ کی پیدائش مشرقی پنجاب کے معروف شہر بٹالہ (ضلع امرتسر) میں ہوئی۔ نامور صوفی بزرگ حضرت شاہ غلام علی نقشبندی دہلویؒ آپ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ بڑے عالم جن حضرت مرزا جانِ جاناں کے اجل خلفاء میں ہوتے ہیں۔

تعلیم و اساتذہ:

مولاناؒ کے والدین کا انتقال ان کی صغیر سنی میں ہی ہو گیا تھا۔ آپؒ کی پرورش آپؒ کے برادرِ اکبر مولانا عبدالرسول کے زیرِ سایہ ہوئی۔ آپؒ نے ابتدائی تعلیم بھی اُنھی سے حاصل کی۔ فنِ کتابت میں میاں جنوۃ اللہ بٹالوی آپؒ کے استاد ہیں۔ بعد ازاں طلبِ علم کی غرض سے بہ اجازتِ برادرِ اکبر اپنے وطن کو خیر باد کہا اور مختلف اساتذہ سے کسبِ

فیض کرتے مکھڈ وارد ہوئے۔

آپ کے اساتذہ میں مولانا عبدالرسول اور میاں جنوۃ اللہ بٹالوی کے علاوہ مولوی اسد اللہ بہاولپوریؒ [جو قبلۂ عالم حضرت نور محمد مہارویؒ کے ہم عصر تھے]، میاں مصطفیٰ جی پشاوری [مدفون: لاہوری دروازہ، پشاور]، میاں مرتضیٰ اعوان قادری جسیالویؒ [جسیال، تلہ گنگ] اور مولانا محکم الدین مکھڈیؒ کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ آخر الذکر کے ہاں تشریف لائے تو پھر یہیں کے ہو رہے۔

حضرت مولانا محمد علی مکھڈیؒ کو مولانا محکم الدین مکھڈیؒ کے درس میں وہ سب کچھ مل گیا، جس کی تلاش میں وہ گھر سے نکلے تھے؛ مولانا اپنے استاد کی وفات تک اُن کے حلقۂ درس میں شامل رہے۔ ابتداً آپ نے اپنے استاد سے ''میر زاہد'' پڑھنا شروع کی۔ مولانا کو ایسا استادِ کامل ملا کہ اگر دل میں بھی کوئی سوال یا اُلجھن پیدا ہوتی تو لباسِ اظہار میں جلوہ گر ہونے سے پہلے ہی استادِ محترم اس کا جواب عطا کر دیتے اور اُلجھن رفع ہو جاتی۔

بحیثیت اُستاد:

آپؒ ایک عرصے تک مولانا محکم الدین مکھڈیؒ سے کسبِ فیض کرتے رہے؛ جب استادِ مکرم اپنی زندگی کے آخری ایام میں کسی مقام پر تشریف لے گئے [افسوس کہ تذکروں اور روایتوں میں اس مقام کا ذکر نہیں ملتا] اور وہیں اُن کا انتقال ہوا تو مولانا نے اپنے اُستادِ مکرم کی تجہیز و تدفین کے بعد اپنا سامان باندھا اور مکھڈ شریف سے کسی اور منزل کے لیے پا بہ رکاب ہوئے لیکن مشیتِ ایزدی کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اہلِ مکھڈ کے اصرار پر مولانا محکم الدین مکھڈی کے چشمۂ علم کو جاری رکھنے کے لیے آپ کو وہیں

قیام کرنا پڑا۔ مولانا محمد علی مکھڈیؒ نے اپنے استاد کے حلقۂ درس کو اس خوبی سے چلایا کہ دُور و نزدیک میں آپ کے تبحرِ علمی کا چرچا ہونے لگا اور قرب و جوار ہی کے نہیں بلکہ سمرقند و بخارا اور کابل و قندھار کے تشنگانِ علم اس چشمۂ فیض سے اپنی پیاس بُجھانے کے لیے جوق در جوق مکھڈ شریف میں جمع ہونے لگے۔ آپ کے شاگردوں کا حلقہ اگرچہ بہت وسیع ہے تاہم آپ کے وہ شاگرد جنھوں نے استادِ گرامی کے نامِ نامی کو چار دانگِ عالم میں پھیلایا اُن میں مولانا شمس الدین سیالویؒ، خلیفہ محمد عابدؒ جی، میاں زین الدین مکھڈیؒ اور حافظ مولوی رحمت اللہ بٹالویؒ [مولانا کے بھائی عبدالرسول کے پوتے] کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

سفرِ باطنی:

ظاہری علوم کی تحصیل و تکمیل کے بعد مولانا محمد علی مکھڈیؒ نے اپنے باطنی سفر کا آغاز کیا۔ مرشدِ کامل کی تلاش و جستجو اُن کے ذوق و شوق کی اگلی منزل ٹھہری۔ ایک رات آپ نے اسی سچی طلب کو لیے ہوئے استخارہ فرمایا۔ خواب میں اُس ہادیِ اکمل کی زیارت سے مشرف ہوئے جس کے رُخِ انور کی ایک جھلک پر دو جہاں تو کیا سارے جہان قربان ہو جائیں۔ رسولِ کائنات ﷺ نے انھیں تین راتوں میں مسلسل اپنے دیدار کی دولت سے نوازا۔ پہلی اور دوسری زیارت میں آپ ﷺ نے صرف ہاتھ سے ملک ''لماں'' کی طرف اشارہ فرمایا۔ تیسری رات جب پھر یہی سعادتِ عظمیٰ آپ کو نصیب ہوئی تو آپ نے والیِ دو جہاں کی بارگاہِ بے کس پناہ میں عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میں کُچھ سمجھ نہیں سکا۔ تب آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارے کے ساتھ زبانِ گہر فشاں سے لفظ ''لماں'' بھی ارشاد فرمایا۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اجازت وحکم ملنے پر آپ نے سفر کے لیے کمرِ ہمت باندھی۔ اس سفر میں اپنے ساتھی کے طور پر آپ نے اپنے شاگردِ رشید مولوی شمس الدین سیالویؒ کا انتخاب کیا۔ مولانا مکھڈی، مولانا شمس الدین اور کشتی بان دریائے سندھ کے راستے ملک ''لماں'' کی طرف چل پڑے۔ منزل متعین نہ تھی لیکن طلبِ مرشد کی کشش آپ کو کشاں کشاں لیے جاتی تھی۔ جب آپ موضع لانگہ [دریائے سندھ کے کنارے آباد ایک گاؤں] پہنچے تو اتفاق سے آٹا ختم ہو گیا۔ یہ جگہ چونکہ تونسہ مقدسہ سے پانچ کوس کے فاصلے پر ہے اس لیے مولانا محمد علی مکھڈی نے مولوی شمس الدین سیالویؒ کو حکم دیا کہ اسی بستی سے آٹا خرید لاؤ۔ جب مولوی شمس الدین سیالویؒ بستی لانگہ میں داخل ہوئے تو چند لوگوں کو دیکھا جو ایک حلقہ بنائے کسی مردِ کامل کے اوصاف وکمالات کا تذکرہ کر رہے تھے۔ چونکہ آپ مقصدِ سفر سے آگاہ تھے اس لیے ان لوگوں سے اس مرد حق آگاہ کے متعلق معلومات حاصل کر کے اپنے استاد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا بیان کیا۔ اب یہ دونوں اُس مردِ حق آگاہ کے آستانے کی طرف روانہ ہوئے۔ تونسہ مقدسہ کی مبارک بستی میں داخل ہو کر مولانا مکھڈیؒ جب آستانہ پیر پٹھانؒ پر حاضر ہوئے تو قلب ونگاہ کی دُنیا مستنیر ہو گئی۔ یہاں اُنھیں وہ گوہرِ مراد ہاتھ لگا جس کی تلاش وجستجو میں انھوں نے سفر کی صعوبتیں جھیلی تھیں۔ مولانا محمد علی مکھڈیؒ حضرت پیر پٹھان شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے حکم پر چھ ماہ وہیں قیام پذیر رہے۔ چھ ماہ کے قیامِ تونسہ کے بعد مرشد نے آپ کو بیعت وخلافت کی دولتِ گراں بہا سے نوازا اور واپس مکھڈ میں جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ مولانا اپنے مرشدِ گرامی قدر کے حکم کے مطابق واپس مکھڈ تشریف لائے اور ایک عالم کو اپنے نورِ علم سے منور فرمایا۔

وابستگیِ شیخ:

مولانا محمد علی مکھڈیؒ کو اپنے پیر ومرشد کے ساتھ والہانہ عقیدت تھی۔ ہر سال باقاعدگی سے اپنے مرشد کے آستانے پر حاضری دیتے اور وہاں چالیس دن قیام کرتے تھے۔آپؒ مہار شریف صرف ایک مرتبہ تشریف لے گئے؛ مگر تونسہ مقدسہ کی حاضری کبھی نہ چھوٹی۔ایک بار کسی نے پیر پٹھانؒ کی مجلس میں مولانا محمد علی مکھڈیؒ کے بارے میں کہا کہ ''مولوی صاحب بوڑھے ہو گئے ہیں مگر ہر سال تونسہ مقدسہ حاضری دیتے ہیں۔'' حضور پیر پٹھانؒ نے فرمایا کہ: ''مولوی بوڑھا ہو گیا ہے لیکن اُس کا عشق جوان ہے جو اُس کو ہر سال یہاں تک لے آتا ہے۔'' مولوی محمد دین مکھڈیؒ [م:۱۹۷۵ء] نے ''تذکرہ الولی'' میں اپنے والدِ گرامی مولانا غلام محی الدین مکھڈیؒ [م:۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء] کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

''ایک دفعہ ایامِ روانگیِ تونسہ مقدسہ میں حضرت مولاناؒ کو بیماری کی وجہ سے بہت تکلیف تھی اور کمزوری تھی۔ چند غلامان نے عرض کی کہ حضرت یہ سفر فی الحال ملتوی فرما دیں، حضرت کو مبادا زیادہ تکلیف نہ ہو جائے اور جان کی حفاظت فرض ہے۔آپؒ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس راستہ میں جان دینی فرض ہے۔''

وصال:

آپؒ تمام عمر درس و تدریس سے وابستہ رہے۔اگرچہ آخری عمر میں ضعف اور ناطاقتی بڑھ گئی تھی پھر بھی آپ کے معمولات میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی۔البتہ اسباق میں قدرے کمی کر دی تھی۔علم اور روحانیت کا یہ آفتاب تقریباً نوے سال تک مطلع عالم پر

روشن رہا اور بالآخر ۲۹۔ رمضان المبارک ۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء بہ روز جمعرات بہ وقتِ صبح ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ طلوعِ آفتاب کے بعد آپ کو مقامِ وصال سے باہر بارہ دری میں لایا گیا اور بارہ دری کے برآمدے کے متصل حجرہ میں آپ کو غسل دیا گیا۔ آپ کے مرید و خلیفہ حضرت مولانا قاضی بہاالدین قریشی نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خلفا: مولانا محمد علی مکھڈیؒ نے علم و عرفان کی جو قندیل روشن کی اُس کی لو کو بڑھانے میں آپ کے خلفا نے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ آپ کے خلفا کی کوششوں سے یہ علم و عرفان کا سلسلہ اب بھی اُسی طرح جگمگا رہا ہے۔ آپ کے خلفا کی تعداد اگرچہ بہت زیادہ ہے تاہم آپ کے نمایاں خلفا کا ذیل میں اجمالی تذکرہ کیا جاتا ہے:

۱۔ حافظ عابد جی مہارویؒ: آپ کا وصال تونسہ مقدسہ میں ہوا اور خواجہ گل محمد تونسویؒ کے قدموں میں آسودۂ خاک ہیں۔

۲۔ حضرت مولانا زین الدین مکھڈیؒ: آپ کا مولد و منشا انگہ [وادیِ سون سکیسر] ہے۔ آپ حضرت پیر پٹھانؒ کے حکم سے مسندِ ارشاد پر متمکن ہوئے۔ آپ کا وصال ۱۳۔ محرم الحرام ۱۲۹۵ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار مکھڈ شریف میں مولانا محمد علی مکھڈیؒ کے مزار سے متصل بہ جانبِ شرق واقع ہے۔

۳۔ خلیفہ قاضی بہاالدین قریشی: آپ کو حضرت مولانا محمد علی مکھڈیؒ کی نمازِ جنازہ پڑھانے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کے مزید حالات پردۂ خفا میں ہیں۔

۴۔ حافظ خیر اللہؒ پراچہ: آپ کا تعلق مکھڈ شریف کے معروف خاندان پراچہ کی ذیلی شاخ باٹی خیل سے ہے۔ آپ کا وصال مکھڈ شریف میں ہوا۔ آپ کی آخری آرام

گاہ مولانا مکھڈیؒ کے مزار کے قریب جانبِ شرق واقع ہے۔

۵۔حافظ رمضانؒ: آپ نورِ بصارت سے محروم تھے تاہم آپ کو بصیرت کا بہرۂ وافر عطا ہوا تھا۔افسوس کہ آپ کے حالاتِ حیات محفوظ نہیں۔

۶۔مولوی کعب ظہیرؒ: آپ کا تعلق اخلاص تحصیل پنڈی گھیب سے ہے۔آپ کا مزار تونسہ مقدسہ میں ہے۔

۷۔مولانا میاں محمدؒ: آپ مکھڈ شریف کے رہنے والے تھے۔آپ کے والدِ گرامی کا نام علی محمد ہے۔آپ کی قوم دھوبی ہے۔مزار شریف چکی شاہ جی (کانی: ضلع اٹک) میں واقع ہے۔

۸۔میاں ابراہیم لنگڑیالویؒ: آپ کا تعلق لنگڑیال تحصیل پنڈی گھیب سے ہے۔ آپ کا مزارِ مبارک لنگڑیال میں مرجعِ خلائق ہے۔

۹۔حضرت حافظ مولوی رحمت اللہ بٹالویؒ: آپ قاری محمد حیات بٹالویؒ کے بیٹے اور مولانا محمد علی مکھڈیؒ کے برادرِ اکبر مولانا عبدالرسولؒ کے پوتے تھے۔آپ ۱۲۴۰ھ میں مکھڈ شریف تشریف لائے اور آٹھ سال مولانا مکھڈیؒ کے حلقۂ درس میں شامل رہے۔تکمیلِ درس کے بعد بیعت و خلافت سے مشرف ہو کر بٹالہ چلے گئے۔تاریخِ وفات و مدفن کا کوئی علم نہیں۔

شاعری:

مولوی محمد علی مکھڈیؒ صرف عالم وصوفی ہی نہ تھے بلکہ فارسی اور پنجابی کے قادر الکلام شاعر بھی تھے۔آپ ''مولوی'' تخلص کرتے تھے۔افسوس کہ آپ کا مکمل فارسی اور پنجابی کلام دستبردِ زمانہ سے محفوظ نہ رہ سکا۔تاہم دستیاب کلام سے بھی آپ کے شاعرانہ

مقام و مرتبے کی تعیین مشکل نہیں۔ آپ کا زیادہ تر کلام آپ کے ملفوظات کے مجموعے ''تذکرۃ المحبوب'' میں مولوی عبدالنبیؒ [ساکن بھوئی گاڑ، تحصیل حسن ابدال] نے شامل کیا۔ ملفوظات کا یہ مجموعہ ہنوز زیورِ طباعت سے آشنا نہ ہو سکا البتہ مولوی محمد دین مکھڈیؒ نے اس کا ترجمہ ''تذکرۃ الولی'' کے نام سے کیا اور اس میں ذاتی حوالے سے کئی اضافے بھی فرمائے۔ بالخصوص پنجابی سی حرفی کے کئی بند اس ترجمے کی وساطت سے محفوظ ہوئے۔ ''تذکرۃ الولی'' کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۶ء میں ''مہرِ تاباں'' کے نام سے شائع ہوا۔ مولوی محمد علی مکھڈیؒ کی ایک پنجابی سی حرفی ''سی حرفی مولوی صاحب مکھڈ والا'' کے نام سے حاجی چراغ الدین سراج الدین تاجرانِ کتب، لاہور سے بھی شائع ہو چکی ہے۔

مولانا مکھڈیؒ کا فارسی کلام اگرچہ صرف نو غزلیات کی صورت میں دستیاب ہوا ہے تاہم اہلِ علم و عرفان نے ان کے اشعار کی بے حد تعریف کی ہے۔ آپ کے کلام کے حوالے سے مولوی نجم الدین اپنی کتاب ''مناقب المحبوبین'' میں رقم طراز ہیں:

''ماہِ شوال ۱۲۵۳ھ / ۱۸۳۷ء میں جس دن حضرت مولانا [محمد علی مکھڈیؒ] کے وصال کی خبر حضور پیر پٹھان شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کی خدمت میں تونسہ مقدسہ میں پہنچی حضرت صاحب عصر کی نماز کے بعد اپنی دیرینہ مسجد میں تشریف فرما تھے اور کاتب الحروف بھی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا مولوی صاحب معروف اللہ تھا پھر حضرت صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب نے اپنی غزل میں یہ شعر کیا اچھا کہا ہے:

حدیثِ حُسنِ یوسف را کُجا دانند اخوانش
زلیخا را بپرس از وے کہ صد شرح و بیاں دارد''

ایک مرشدِ کامل اور صاحبِ عرفان نے اپنے مرید وخلیفہ کو جس طرح خراجِ تحسین پیش کیا ہے اس کی لذت سے اہلِ دل بے خبر نہیں ہیں۔

معروف محقق اور فارسی کے جید استاد ڈاکٹر ظہور الدین احمد نے اپنی معروف کتاب ''پاکستان میں فارسی ادب [جلد چہارم، ص ۱۴۱] میں مولانا محمد علی مکھڈیؒ کے فارسی کلام کے حوالے سے لکھا ہے:

''محمد علی عشقِ رسولؐ اور عشقِ خدا میں سرشار ہیں؛ جلوۂ محبوب کے لیے بے قرار نظر آتے ہیں۔ اغیار سے کٹ کر اسی کو چاہتے ہیں؛ ظاہری ورع وتقویٰ کی اُنھیں پرواہ نہیں۔ جنت وطوبیٰ کا تذکرہ بھی انھیں پسند نہیں۔ راہِ عشق میں کامیابی کے لیے حافظؔ کی طرح زندانِ پاکباز اور پیرِ مغاں کی صحبت ضروری جانتے ہیں۔ اُن کا خیال ہے کہ راہِ عشق میں عقل کو تو جواب مل جاتا ہے۔ دین کو خیر باد کہنا بڑی جوانمردی ہے:

مولوی در عشق دادی دین ودانش را بباد

آفریں صد آفریں بر ہمتِ مردانِ من

ایک صوفی ہی یہ بات کہہ سکتا ہے ورنہ جو عقل کی بات نہ مانے وہ دیوانہ کہلائے اور جو دین ترک کرے وہ کافر کہلائے۔''

محرابِ دُعا:

''محرابِ دُعا'' مولانا محمد علی مکھڈیؒ کے دستیاب فارسی اور پنجابی کلام کا مجموعہ ہے جو حضرت مولاناؒ کے ۱۷۳ ویں عرسِ پاک کی پرنور گھڑیوں میں زیورِ طباعت سے جلوہ گر ہو رہا ہے۔ اس مجموعہ کی ترتیب میں ''تذکرۃ المحبوب'' مؤلفہ مولوی عبدالنبیؒ [بھوئی گاڑ] کے تین قلمی نسخے مکتوبہ ۱۳۰۶ھ، ۱۳۰۹ھ اور ۱۳۲۷ھ میرے پیشِ نظر رہے ہیں۔ مولاناؒ

کی پنجابی سی حرفی کا ایک خطی نسخہ ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی صاحب اور پروفیسر ارشد محمود ناشاد صاحب کی کوششوں سے فوٹو کاپی ہو کر مجھ تک پہنچا ہے۔ یہ نسخہ اس اعتبار سے اہمیت کا حامل ہے کہ مولاناؒ کے کلام کے قدیم خطی نسخوں میں شمار ہوتا ہے۔ یہ نسخہ ۱۳۰۴ھ کا مکتوبہ ہے اور کتاب خانہ گنج بخش، مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد کی ملکیت ہے۔ اس خطی نسخے میں سی حرفی کے بیس سے زاید بند ایسے ہیں جو ''تذکرۃ المحبوب'' اور ''تذکرۃ الولی'' میں شامل نہیں ہیں۔ لاہور سے حاجی چراغ الدین، سراج الدین تاجرانِ کتب کی شائع کردہ ''سی حرفی مولوی صاحب مکھڈ والا'' بھی ''محرابِ دُعا'' کی ترتیب وتہذیب میں میرے پیشِ نظر رہی ہے۔ ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعداری کے کتب خانے [گجرات] میں مولانا محمد علی مکھڈیؒ کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔ مگر ہماری بے پناہ کوشش کے باوجود یہ نسخہ حاصل نہیں ہو سکا؛ بہت ممکن ہے کہ اس میں مولانا مکھڈیؒ کا کچھ مزید کلام شامل ہو۔ تاہم ڈاکٹر قلعداری صاحب کے عدم تعاون کے باعث ''محرابِ دُعا'' کا مرتب اس خطی نسخے کی زیارت اور استفادے سے محروم رہا ہے۔ مجھے مولوی صاحبؒ کی ایک پنجابی سی حرفی مطبوعہ ملتان کی خبر بھی ملی ہے تاہم ہنوز وہ مطبوعہ سی حرفی مجھے حاصل نہیں ہو سکی۔ مولاناؒ کا بہت سارا کلام آپ کے بڑے بھائی کے پوتے حافظ رحمت اللہؒ اپنے ساتھ بٹالہ لے گئے تھے اس کے بارے میں بھی مرتب لاعلم ہے کہ وہ کلام کیا ہوا؟

''محرابِ دُعا'' کی ترتیب وتدوین میں مولانا محمد علی مکھڈیؒ کی نگاہِ عنایت اور والدین کریمین کی دُعائیں مجھ پر سایہ فگن رہی ہیں۔ اسی طرح میرے انتہائی محترم ومکرم اساتذہ حضرت نذر صابری صاحب اور پروفیسر ارشد محمود ناشاد صاحب کی تحریک اور

حوصلہ افزائی بھی مجھے میسّر رہی ہے۔ان کی محبت بھری آرا اگر شاملِ حال نہ رہتیں تو یہ مجموعہ بہ ایں صورت جلوہ گر نہ ہوتا۔اللہ تعالیٰ انھیں یونہی علم کی روشنیاں بکھیرنے کی توفیق ارزانی کرے۔آمین،ثم آمین۔

خانقاہِ معلیٰ حضرت مولانا محمد علی مکھڈیؒ،
مکھڈ شریف (اٹک)

محمد ساجد نظامی

۲۴۔رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ

۲۹۔اکتوبر ۲۰۰۵ء



پیش گفتار

مولانا محمد علی مکھڈ پٹالہ سے علم کی تلاش میں نکلے اور مکھڈ میں آ کر ڈیرے ڈال دیئے اور ساری زندگی اسی جگہ علومِ اسلامیہ اور دیگر فنونِ مروجہ کی تعلیم و تدریس اور اشاعت و تبلیغ میں گزار دی۔ عمر بھر انہوں نے شادی نہیں کی۔ کتاب ان کی عزیز ترین متاع تھی اور درس و تدریس ان کا محبوب ترین مشغلہ۔ شب و روز اسی میں بسر ہوتے رہے۔ وہ زبردست عالمِ دین اور معقولی تھے، اُن کے حلقۂ درس سے دور و نزدیک کے ہزاروں تشنگانِ علم سیراب ہو کر نکلے۔ مولانا شمس الدین سیالویؒ ان ہی کے ایک مایۂ ناز شاگرد تھے۔ مکھڈ کی خانقاہ اور کتب خانہ ان کے ذوق و شوق کی ایک جیتی جاگتی یادگار ہے۔

وہ سلوک و تصوف کے علوم و معارف سے آگاہ تو تھے مگر صرف علمی حد تک۔ ایمان و ایقان کی اگلی منزلوں سے ابھی تک دور تھے۔ یہ منزلیں اس وقت تک طے نہیں ہوتیں جب تک علم کے حجابِ اکبر کو اٹھا نہیں دیا جاتا۔ قیل و قال کی بساط کو لپیٹ نہیں دیا جاتا اور کسی مردِ کامل کے قدموں میں خود کو پائمال نہیں کر دیا جاتا۔ اس کام کے لیے ایک زبردست مقناطیسی شخصیت کی ضرورت تھی جو ان کو کتاب و قال کی دنیا سے دور لے جاتی اور علمِ باطن کی لذتوں سے آشنا کرتی۔ یہ پیرِ مغاں، یہ ساقیِ میکدہ بدوش بالآخر ان کو قطب الآفاق حضرت شاہ سلیمان تونسویؒ کی ذات میں میسّر آیا۔ تونسہ شریف حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو مراقبہ میں بٹھا دیا اور چھے ماہ تک بٹھائے رکھا اور باہر کی دُنیا سے الگ تھلگ کر دیا۔ درس و تدریس اور کتاب و قال کے سب بندھن چھوٹ گئے۔

زندگی بھر کا محبوب ترین مشغلہ جو فطرتِ ثانیہ بن چکا تھا، جاتا رہا۔ یہ بڑا مشکل مرحلہ تھا۔ نہ جانے اندر سے کیا ٹوٹ پھوٹ ہوئی اور کس طرح ہوئی۔ آخر مرشدِ کامل نے ان کو ویران کدہ سے باہر نکالا، بیعت کیا اور ساتھ ہی خلعتِ خلافت سے سرفراز کر کے مکھڈ کو روانہ فرمایا۔ ان کو اور صرف ان کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ وہ ضلع اٹک میں سلسلۂ چشتیہ کے اوّلین قافلہ سالار ٹھہرے۔ یہ سدرئی انہی کی آبیاری سے یہاں تک پھلا پھولا کہ آج سارے ضلع پر اس شجرِ سایہ دار کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔

ابیاتِ فارسی کا کل سرمایہ جو حاصل ہے نو منظومات پر مشتمل ہے۔ دو حمد یہ دو نعتیہ اور پانچ غزلیہ ہیں۔ کل اشعار کی تعداد پچاسی۔ دس حمد کے چوبیس نعت کے اور اکاون غزل کے ہیں۔ حمد کو دیکھا تو یوں لگا کہ دس شعر کہہ کر قلم رکھ دیا ہے، نعت کے چوبیس شعر کہہ رہے ہیں کہ کچھ اور بھی کہتے۔

نسبتِ عشق کے حاصل ہو جانے پر وجد و حال کا غلبہ رہنے لگا اور جذبات غزل کے قالب میں ڈھل کر زبان پر آنے لگے۔ غزل نمبر ۳ غالباً تونسہ میں کہی گئی جہاں آپ کو گوشۂ تنہائی میں آپ کو رکھا گیا تھا۔ غزل عاشقانہ لہجہ کی حامل ہے، محبوب کی سنگدلی اور بے مہری کا گلہ موجود ہے اور پھر آخر میں خود کو سمجھایا ہے کہ راحت بے رنج اور بہار بے خزاں نہیں ہوتی۔ آخری شعر میں مدتِ مراقبہ کی کٹھن طوالت کا ذکر کیا گیا ہے۔ غزل نمبر ۵ بھی اسی دور سے تعلق رکھتی ہے۔ اس میں ''درد و سوز و آرزومندی'' کی کیفیات موجود ہیں؛ شکایتِ غمِ ہجراں بدستور جاری ہے۔ غزل نمبر ۴ پر رنگِ تخاطب غالب ہے۔ مہِ کنعاں، شۂ خوباں، جنت و رضواں، جان و جاناں، گلِ بستاں، سُنبل و ریحاں اور گلِ خنداں میں ہر جگہ محبوب کی جلوہ گری نظر آ رہی ہے۔ نقشِ غیر دل سے دھل چکا

ہے ۔فنافی الشیخ ہو گئے ہیں ۔مدعی اور رقیب کو اپنی آہِ سوزاں اور دیدۂ گریاں کی معجزہ کاری سے خبردار کر رہے ہیں ۔غزل نمبر ۸ میں یادِ یارِ مہرباں کی سرسوں پھول رہی ہے ۔ دل تیرگیِ قیل وقال سے افسردہ ہو چکا ہے ۔ورع وتقویٰ سے جی بھر گیا ہے ۔تسخیرِ عوام کے شوق کی جگہ دلِ آتش زدہ اور دیدۂ خونبار نے لے لی ہے ۔معلوم ہوتا ہے مکھڈ میں کہی گئی ہے ۔غزل نمبر ۶ اس سلسلہ کی آخری غزل دکھائی دیتی ہے ۔مبشرات، مکاشفات اور مشاہدات کی خبر دے رہے ہیں ۔لگتا ہے گوہرِ مراد ہاتھ آچکا ہے ۔اطمینانِ قلبی کی دولت پا چکے ہیں ۔غزل کے ان اکاون اشعار میں روئے سخن حضورِ اعلیٰ ؒ کی طرف ہی رہا ہے اور اپنی وارداتِ قلبی کا ذکر بھی کیا ہے ۔مرشدؒ کے چہرہ پر نظر جمائی ہے تو پھر ہٹا کر ادھر اُدھر نہیں دیکھا ۔سبحان اللہ!

اپنی تو جہاں آنکھ لگی پھر وہیں دیکھو
آئینے کو لپکا ہے پریشاں نظری کا (میرؔ)

فارسی زبان وادب کے استادِ یگانہ تھے لہٰذا زبان وبیان میں بڑا نکھار ہے اور رنگِ تغزل کی روح پورے کلام میں جاری وساری ہے ۔کچھ اغلاط نظر آئی ہیں جو اصالتاً مولانا عبدالنبیؒ کی بے احتیاطی سے ”تذکرۃ المحبوب“ میں در آئی ہوں گی ۔جہاں سے بعد کے تذکروں میں متوارثاً چلی آئی ہیں ۔سارا کلام ایک خاص ذوق کا مظہر ہے لہٰذا ان ہی کے کام کا ہے ”جن کے حوصلے ہیں زیاد“۔

نذر صابری

۲۳۔نومبر ۲۰۰۵ء

☆☆☆

فارسی کلام

[۱]

اے ہادیٔ راہِ خُدا ، یا مصطفیٰ ، یا مصطفیٰ
اے قدوۂ اہلِ صفا ، یا مصطفیٰ ، یا مصطفیٰ

در مسجد و مکتب توئی، در مشرق و مغرب توئی
مطلوبِ ہر طالب توئی، یا مصطفیٰ ، یا مصطفیٰ

ذکرِ تو در ہر انجمن، وصفِ تو گوید مرد و زن
نامِ تو در روم و یمن ، یا مصطفیٰ ، یا مصطفیٰ

شد سُہ فلک معراجِ تو، عرب و عجم تاراجِ تو
شاہ و گدا محتاجِ تو، یا مصطفیٰ ، یا مصطفیٰ

در مدرسہ غوغائے تو، در خانقاہ سودائے تو
عالم ہمہ شیدائے تو، یا مصطفیٰ ، یا مصطفیٰ

از قدسیاں بردی سبق، قدسی ز تو گوید سبق
از تو منوّر نُہ طبق ، یا مصطفیٰ ، یا مصطفیٰ

اے دردِ من، درمانِ من، اے دینِ من، ایمانِ من
اے جانِ من ، جانانِ من، یا مصطفیٰ ، یا مصطفیٰ

شد طورِ تو عرشِ بریں، شد مسجدت روئے زمیں
شد چاکرت روحُ الامیں، یا مصطفیٰ ، یا مصطفیٰ

شد تاجِ لولاکت بہ سر، زانگشتِ تو شق شد قمر
فضلِ تو بر جن وبشر، یا مصطفیٰ ، یا مصطفیٰ

از ہر چہ بود اوّل توئی، ختمِ نبوت ہم توئی
اوّل توئی ،آخر توئی ، یا مصطفیٰ ، یا مصطفیٰ

کُن مولوی را محترم ، تا از سگانِ تو شوم
درعشق وشوقت جاں دہم، یا مصطفیٰ ، یا مصطفیٰ

☆☆☆

[۲]

اے شدہ از خاکِ پایت سرمۂ حور و پری
کے تواند کرد با حُسنِ تو یوسف ہمسری

صد ہزاراں ہمچوں موسیٰ طالبِ دیدارِ تو
رُخ مپوش از عاشقاں اے آفتابِ خاوری

ہر ولی و ہر نبی از فیضِ تو شد بہرہ مند
کس نپوشیدہ است چوں تو خلعتِ پیغمبری

خاکسارانِ تو از شاہانِ عالم برتر اند
بر ہمہ شیراں سگِ کوئے تو دارد مہتری

کے تواں مثلِ تو گفتن در جمیعِ کائنات
زانکہ از مُلک و ملک وز جن وانس افزوں تری

بادشاہانِ جہاں گر شربتِ عشقت چشند
تلخ گردد بر دلِ شاں تخت و تاج و سروری

دلبرانِ ایں جہاں از حُسنِ رویت غافل اند
ورنہ کے در دل بماند فخر و ناز و دلبری

کُشتۂ عشقت نہ گردد زندہ با صد چوں مسیح
تا مگر دامن کُشاں بر مُشتِ خاکش بگذری

تر نہ گردد تشنۂ روئے تو با آبِ حیات
از شکر شیریں تری وز آبِ حیواں برتری

گر نہ بودی کے بُدے افلاک وحیوان ونبات
وصفِ تو دیگر چہ گویم بہتر از ہر بہتری

راہِ خُدا گُم کردہ را بہرِ خدا فریاد رس
اے کہ در راہِ خدا صد بار خضر رہبری

کُن منوّر از جمالت دیدۂ اہلِ طلب
اے کہ بر چرخِ فلک ماہِ منوّر انوری

مولوی جامِ مئے عشقِ ترا دارد ہوس
چہ عجب گر از سگانِ کوئے خاصش بشمری

☆☆☆

[۳]

شہیدِ تیر آں تُرکم ، کہ از ابرو کماں دارد
خدنگ از دستِ اُو خوردم کہ از مژگاں سناں دارد

خوش آں عاشق کہ از جاناں رُخِ مہر و وفا بیند
زِ یارِ خویش حیرانم نہ ایں دارد نہ آں دارد

ز چشمِ مستِ بیمارش چہ بیماری فزود آخر
کہ از ہر سو کہ می بینم ہزاراں کشتگاں دارد

چہ شور انداخت در جانم جمالِ روئے آں گُل رُخ
کہ چشمِ نیم خوابِ اُو زِ ابر و سائباں دارد

نہ زد بر آتشم آب آں سحابِ مکرمت یارب!
چہ کین است اینکہ با من آں شئہ نامہرباں دارد

حدیثِ حُسنِ یوسف را، کُجا دَانَند اَخوانش
زُلیخا راپُرس از وے کہ صد شرح و بیاں دارد

مَرنجاں خاطر از غم ہا و راحت بے اَلَم مطلب
کہ باغستانِ ایں عالم، بہار اندر خزاں دارد

خدا را اے صبا با آں شۂ خوبانِ عالَم گو
کہ از لب تَشنگی مُردیم و شربت دَر دَہاں دارد

صبا با آں طبیبِ عشق، حالِ مولوی بر گو
کہ بس عمرِیست کیں بیمار سر بر آستاں دارد

☆☆☆

[۴]

نقدِ جاں دادم بہایت اے مہٗ کنعانِ من
ملکِ دِل کردم خرابت اے شۂ خوبانِ من

خانۂ جانم شد از اغیار خالی اے صنم!
خوش بیا در جانِ من ، اے جانِ من ، جانانِ من

من نخواہم غیرِ تو ملکِ دوعالم گر دہند
لَیسَ فِی قَلبِی سِوَاکَ، اے جنت ورضوانِ من

لاف عشقِ تو زنم گر خوں بریزی ہم رواست
باختم سر در ہوایت اے گُلِ بُستانِ من

یوسفِ گُم گشتہ میجویم ندارم میلِ گُل
باز گو از حالِ من با آں شۂ خوبانِ من

بوئے عنبر کے خوش آید در دماغم اے عجب
سایہ افگن بر سرم اے سُنبل و ریحانِ من

برقِ آہِ دردمنداں تیغِ بُران است تیز
الحذر اے مدّعی از تیغِ خوں افشانِ من

آہِ من گر سر کشد سوزد زمین و آسماں
پُر حذر باش اے رقیب! از آتشِ سوزانِ من

آبِ چشمم شست نقشِ غیر از لوحِ دلم
محترم باش از خدا ، اے دیدۂ گریانِ من

صد قیامت گر رود ہرگز نمی گردد جُدا
حُسنِ بے پایانِ تو از عشقِ بے پایانِ من

دارم از تو طوطیِ جانم بہ دل صد داستاں
وائے بر من گر پرسی بشرح از ہجرانِ من

مُلکِ دل تاراج کردی قصدِ جانم ساختی
جان و دل بادا فدایت اے گُلِ خندانِ من

بگذری گر ناگہاں بر تُربتم اے قاتلم!
دودِ آہم را بہ بینی اُز کفن از جانِ من

عشق را صد مرحبا ، می گویم و گویم بیا
مرحبا یا مرحبا ، اے دردِ من درمانِ من

مولوی در عشق دادی دین و دانش را بباد
آفریں صد آفریں بر ہمتِ مردانِ من



[۵]

یار در جورِ دلبرانہ ہنوز
آتشم می زند زبانہ ہنوز

ساقیا سوختم ز تشنہ لبی
تا بہ کے حیلہ و بہانہ ہنوز

گرچہ بےرحمی ات زِحد بگذشت
سرِ من خاکِ آستانہ ہنوز

واعظا! بس کن از نصیحت و پند
چند ازیں قصہ و فسانہ ہنوز

دلِ من در ہوائے آں عنقا
کہ نہ بینم ازو نشانہ ہنوز

عاشقِ خستہ غرقِ دریائیست
کہ ندید است ازو کرانہ ہنوز

غزلے خواند دوش مطربِ عشق
مولوی مست ازاں ترانہ ہنوز

☆☆☆

[۶]

مستیِ عشق بہ از ورع و تقا می بینم
سوزشِ علتِ عشق عین دوا می بینم

درد و سوز والم و تاب و تپ سوزشِ دل
ہاتفم گفت کہ اسبابِ ہدیٰ می بینم

غرقِ دریائے الم دید مرا چونکہ طبیب
گفت خوش باش کہ آثارِ شفا می بینم

حاجتِ مسجد و محراب مرا نیست کہ من
طاقِ ابروئے تو محرابِ دعا می بینم

روئے آں ماہ ندید است ملامت گرِ من
او چہ داند کہ من خستہ چہا می بینم

کس ندیداست و نہ بیند زخمِ طاقِ سپہر
آنچہ من از خمِ اَبروئے دوتا می بینم

گرچہ ذاتِ تو منزّہ ز مکانات و جہات
در مکان ہا ہمہ سو روئے ترا می بینم

دولتِ وصل بہ اسباب وعِلل نتواں یافت
دلبرا! ایں ہمہ از فیضِ شما می بینم

مولوؔی دامنِ آں سیم بر از دست مدہ
گرچہ صد گونہ از و جور و جفا می بینم

☆☆☆

[۷]

ہر زمانے دلبرِ ما شکل پیدا می کُند
عاشقاں را بر جمالِ خویش شیدا می کُند

آید از بہرِ تماشا سوئے بازارِ جہاں
چوں بہ بیند ہر طرف خود را تماشا می کُند

با کمالِ حُسنِ صورت بر مثالِ احمدی
خویش را در یثرب و بطحا ہویدا می کُند

مولویا! می کُنی سرِ انا الحق بس نہاں
لیک خود عشق ایں سُخن را آشکارا می کُند

☆☆☆

[۸]

بُلبلا ! خوش خبر از جانبِ گلزارؔ بیار
بوئے گُل گر نرسد از چمنش خارؔ بیار

واعظ از جنت و طوبیٰ چہ دہی یادؔ مرا
شمہ از وصفِ رُخ و قامتِ دلدار بیار

عقل دیوانہ شد از پند و نصیحت بگذشت
بندش از سلسلۂ زُلفِ شکن دار بیار

عود و عنبر بہ چہ کار آیدم اے بادِ صبا!
بوئے از پیرہنِ آں گُلِ بے خار بیار

دلم افسردہ شد از تیرگیِ قیل و مقال
ساقیا! جامِ لبِ لعلِ رُخِ یار بیار

صوفی از کشف و کرامات مزن لاف و دروغ
نکہتے بوئے خوش و مُشک زِ دِلدار بیار

دردِ عشقِ تو ندارد بہ جُز ایں درد دوا
حالِ ایں عُقدہ زِ زندانِ قدَح خوار بیار

کشتۂ عشقِ وے از تیرِ ازل یافت خبر
کشف ایں راز زِ منصورِ دِلِ افگار بیار

ترکِ عشق از دلِ منصور میسّر نہ شود
گر تو معذور نداری رَسَن و دار بیار

عالَمِ مُردہ بیک عِشوہ چرا زِندہ نکرد
ایں حکایات برِ عاشقِ عیّار بیار

در رہِ عشق زِ تقویٰ و ورع لاف مزن
نالۂ درد و فُغاں ، سینۂ افگار بیار

مولوی چند نہی دام بہ تسخیر عوام
دلِ آتش زدہ و دِیدۂ خونبار بیار

☆☆☆

[۹]

جلوہ گر در دو جہاں غیرِ خدا نیست کسے
از حریمِ وصلش ماندہ جدا نیست کسے

ہر چہ در دیدۂ تو نشوونما میدارد
ہمہ فانی است بخود اہلِ بقا نیست کسے

آدمی گو ز خلائق بسریرِ ایجاد
متمکّن بہ سرِ صدق و صفا نیست کسے

گر خدا می طلبی صحبتِ رنداں مگزار
ہم چوں شاں سوئے خدا راہ نُما نیست کسے
زاہدا! طعنہ برنداں ز سرِ فخر مزن
کہ چوں ایناں بہ رہِ عشق و وفا نیست کسے

مولوی سجدہ گہت بارگۂ پیرِ مغاں است
کہ جُز او ہیچ پئے سجدہ سزا نیست کسے

☆

پنجابی کلام

الف:

الف اللہ دا آسرا بہت مینوں دلا پاک علیم اتاریاں دا
میں تاں کلمہ پڑھاں جس دے دین دا جی اوہ تاں ضامن ہے مومناں شماریاں دا
دستگیر محی الدین پیر میرا اوہ تاں دارو ہے خاص نکاریاں دا
سُندر مرشد ہووے مولوی یار جیہندا غم دور کرے اوہ دُکھیاریاں دا



الف آ جانی سینے لاکانی آ بہو سامنے دے دیدار مینوں
جس روز تیرا مینوں عشق لگا سارا بھُل گیا گھر بار مینوں
نال سیّاں دے اتناں وچ کتاں مہنے دیندے لوک ہزار مینوں
مولوی یار جانی نام رب دا ای میں تاں آپ موئی وے نہ مار مینوں

الف آپنا آپ کھپا ہیرے جے تیں شوق رنجیٹھے دا رکھیا اے
جیہناں دُکھ نہیں اونہاں سُکھ نہیں، بِنکھی سوئی ہووے جیہڑا دُکھیا اے
اوہناں حاجت شہد دی مول نہیں جیہناں زہر پیالڑا چکھیا اے
مولوی زبراں زیراں سبھ بھُل گئیاں جیہناں حرف پریم دا سِکھیا ای



الف آویں وو یار پیاریا وے کیہی ڈِھل لائی گھر آونے نوں
میریاں اکھیاں سِکن تیرے ویکھنے نوں میری سِکے زبان الاونے نوں
لُوں لُوں سِکے میرا جانی پیاریا وو میریاں باہاں سِکن گل لاونے نوں
ہتھ بنھ کے مولوی عرض کردا کوئی دسو تاں ٹہل کماونے نوں



الف آویں وو یار پیاریا وے کیہا مَل بیٹھوں پردیس جانی
سروں وال کُھلے اکھیں نیر ڈُلھے میں تاں پھردی آں میلڑے ویس جانی
ساڈے یار گیاں مُدت گھنی گزری رُت روونڈے نی نین ہمیش جانی
ربا چیتر بیساکھ نوں پھیر آنے مولویؔ آوے تاں آپنے دیس جانی

☆

الف ہمزے وانگوں وَل کھا رہی آں کدی دے دیدار نہ رکھ لارے
پانڈی پُچھدیاں پُچھدیاں روز گزرے، ساری رات اندر گندی رہاں تارے
نہ میں رَل بیٹھی جے دو کراں باتاں گُوڑا دھُم پیا وچ جگ سارے
مولویؔ تتی ہاں روز حشور دی میں نہ میں لائی مہندی نہ چڑھی کھارے

☆

ب

ب باجھ پیاریاں جانیاں دے سینہ تپ کے وانگ تندور ہویا
سُدھ بُدھ جہان دی بھُل گئی شیشہ عقل شعور دا چُور ہویا
کیں لکھ طبیباں دے ہٹ رہے پھٹ عشق دا مُول نہ دور ہویا
مولوی مَل بیٹھا بُوہا یار والا ، نیہنوں پالنا بہت ضرور ہویا



ب باجھ تُساڈڑے آونے تھیں مچھی ہو رہی آں ڈوہنگے آب والی
رت پھٹ ہڈاں وچ سُک گیا ، طاقت رہی نہ مول جواب والی
میریاں رگاں تھیں نہیں آواز نکلے جیوں کر وجدی ہے تار رباب والی
مولوی یار جانی عشق بھُن سٹیا جیوں کر بھُجدی ہے سیخ کباب والی



ب بس مائے متیں دس ناہیں لگا عشق رہیاں گلاں مت دیاں
لگا عشق مینوں کیکن کتّن دیوے جیہناں عشق ناہیں سوای کت دیاں
چرخہ بھن پروٹڑا چُور کیتا ایویں پُونیاں رُلدیاں وت دیاں
کوئی ایسا ہووے مولوؔی یار میلے جس یار باجھوں ہنجو رت دیاں



ب بالن سُکیاں کاٹھیاں دا کرماں نال بلیندیاں سِنیاں نی
ہِکن سوئی سنجان چڑھ سیج مانن ہِکن بہہ پوانڈری رنیاں نی
ہکن جاگدیاں متھے بھاگ نٹھے ، ہِکن سُتیاں کیسر بھِنیاں نی
مولوؔی یار جانی رب یار میلے میریاں سبھ مراداں پنیاں نی



ب بس سیّاں میرے وس نہیں آں دل کھس کے جانی نس گیا
میں تاں پُچھدی آں راولاں جوگیاں توں مینوں جا مقام نہ دس گیا
اندر بہہ کے میں رنجور پئی آں مینوں درداں دا دارو نہ دس گیا
مولوی یار جانی رب یار میلے دل میں نمانی دا کھس گیا

☆

ب بازار ویکھاں وِچ یار ناہیں طرفاں چار دِسن وے اُجاڑ مینوں
عشقے خوار کیتا ڈنگ مار گیا سوہنا یار تاں گیا وسار مینوں
نہ میں ہار بھاوے نہ سنگھار بھاوے لگا ہجر دا سخت آزار مینوں
مولوی عرض قبول جناب ہووے رب آن میلے جیہندا پیار مینوں

☆

بھ

بھ بھاہ بھڑکدی بھڑک لگی سڑ گئیاں تاں پونیاں چھلیاں نی
لوں لوں وچوں دھواں دھکدا ای رگ رگ اندر بھاہاں بلیاں نی
جیہناں سجناں کارن گھر باہر چھوڑا اوہناں پار جھوکاں ونج ملیاں نی
مسلہ ونج پچھو مولوی یار کولوں پریتاں لاونیاں کد سکھلیاں نی



ت

ت تخت ہزارے دیاں واؤں گھلیاں باغو باغ ہویا دل عاشقاں دا
دُکھ دُور ہویا ، غم چُور ہویا ، سینہ چاک ہویا ویریاں فاسقاں دا
سیّاں دیون مبارکاں آنڑ مینوں دل شاد ہویا پکیاں صادقاں دا
مولوی بو وجے اوہناں دوتیاں دی جیہڑے بُرا منگن ایہناں عاشقاں دا



ت تکدیاں اکھیں نہ تھکدیاں نی اکھیں روز بروز سوائیاں نے
اکھیں گھیریاں نی غم یار والے کملا لوک جانے اکھیں آئیاں نے
سوہنے یار باجھوں کملی جھلی ہوئی آں جیویں پانی باجھوں مرغائیاں نے
مولوی صدقے جاواں اوہناں عاشقاں تھیں جیہناں لائیکے توڑ نبھائیاں نے



ت تکدیاں تکدیاں اکھیں تھک گئیاں قاصد بھیج تھکی سوہنے وَل میاں
کوئی رب دے نام تے جا آکھے جانی ہِک واری گھر چل میاں
مر چکی آں وچ فراق تیرے توڑے سُکھ سنیہڑا گھل میاں
مولوی یار دا دل اُداس ہویا قسمت لئی بیٹھی کوئی پل میاں



ت تاہنگ مینوں روضے پاک دی جی میں تاں ونج کے کول قربان ہوساں
میں تاں کیتے گناہ سبھ جاندی آں نبی پاک اگے زار و زار روساں
ہوڑے سبھ تقصیر معاف میری متے وچ جناب منظور پوساں
مہر دی نظر جد کرے میں تے مولوی لکھ میں شکر گزار ہوساں



ت ترکلا پریم دا منگ لیا اُتے کتنا یار دا کتدی آں
کوئی تند فراق دی پے گئی آ گلیاں وچ بیراگنی وتدی آں
دُکھاں زور کیتا درداں شور کیتا ہجو وگدیاں نیں ہُن رت دی آں
کوئی ایسا ہووے مولوی یار میلے، خبراں آن دیوے سانوں حق دی آں



ث

ث ثابت ہاں قول قرار اُتے متاں عشق دی تند نہ توڑیا جے
ماپیو ہُٹ رہے گل گھُٹ رہے ، بُوہا یار دا مُول نہ چھوڑیا جے
سیّاں ساڑ رہیاں ، طعنے مار رہیاں ، میں تاں یار تھیں مُکھ نہ موڑیا جے
دُکھ درد لکھے مولویؔ بھا تیرے لکھے ازل دے نوں کیں موڑیا جے

☆

ث ثابت رکھ یقین مائے سانوں دیس بگانڑے گھل ناہیں
چرخہ کت نی جانا تے وٹ پونیاں سوئی کڈھن کشیدے دا وَل ناہیں
اگوں سس نتان دے وس پونا چڑھ بہنا تاں رنگ محل ناہیں
مولویؔ یار ملے تاں میں جیونی ہاں ساڈی دوئے دے نال کائی گل ناہیں

☆

ث ثالث اساں وچ کوئی ناہیں جیہڑا درد فراق نوں دُور کرے
باہاں پکڑ فقیر غریب دے جی اگے یار دے جا حضور کرے
سانوں ویکھنا یار دا لکھاں جیہا توڑے بولنا نہ منظور کرے
مولوی تیر وچھوڑے دا ڈاہڈا ایہے سینہ پاڑ کلیجڑا چُور کرے



ث ثابت رکھے دوستی ماہی والی دوستی لائی پریت نہ رنج کیجے
در مَل بہیے سوہنے یار والا توڑے آپنا حال ملنگ کیجے
لج شرم نوں مار کے چُور کریئے گل یار دے نال نسنگ کیجے
مولوی یار جانی جتھے نیہنوں لایئے اُتھے جیو نوں ساڑ پتنگ کیجے



ث ثالثاں نوں کوئی خبر ناہیں دیسی کون علاج بیچاریاں نوں
سُول پا کے منجڑی پا گئے دُکھ لا گئے دُکھیاریاں نوں
مینوں اگ پریم دی ساڑ دِتا جیوں تنور ساڑے بھٹیاریاں نوں
آکھو جا کے مولوی یار تائیں ہُن چھوڑ دے جھوٹھیاں لاریاں نوں



ج

ج جان کے جان خراب کیتی نیہوں لائیکے نال کمینیاں دے
اکھیں شرم ناہیں دل نرم ناہیں ، رتی مہر ناہیں وچ سینیاں دے
لگی عشق دی تاہنگ کیہہ جاندے نی جیہڑے طالب نی مال خزینیاں دے
مولوی نوکر رہیے مولٰی پاک دا جی روزی دیوندا باجھ مہینیاں دے



ج جالنا دُکھاں دے نال میرا ، پھُلاں سیج نہ مول وچھا مائے
پیلا زرد ہویا رنگ سُرخ میرا سوہنے پہنے نوں پھوک لا مائے
گھائل کیتا ہاں غم یار والے متیں دے کے لُون نہ لا مائے
مولوی مَل بیٹھا کوچہ یار والا ساڈے آونے تھیں چت چا مائے



ج جوڑ کے دست دُعا منگاں شالا کدی وچھوڑا نی بیلیاں دا
میلے ویس پھراں وچ! گلیاں دے سوہنے یار باجھوں رنگ تیلیاں دا
سوہنے یار گئیاں مُدت بہت گُزری سُنجا دسدا رنگ حویلیاں دا
مولوی یار جانی آتن پائیں پھیرا ساڈا سِکدا سنگ سہیلیاں دا



ج جوگ نیناں والی جو دِتی عاشق کھوہ دے وانگ مثال میاں
لوٹے بنھ درداں دے تیار کیتے وٹ سٹی ہے سولاں دی ماہل میاں
پانی لا دِتا باغ یار والے کھڑیا چنبا تے باغ گلزار میاں
مولوی مُشک بہاراں دی کھلیاں نی چمن والا تاں سوہنا یار میاں



ج جان میری وچ جانیاں دے جتھے جانی میرا اُتھے جان میری
جانی جان دے وچ مکان کیتا جانی جان کوکیندڑی جان میری
میرے جانی دا نہیں کوئی ہور ثانی جانی جان تے جان قربان میری
مولوی یار میں رو کے عرض کردی ہوئی بند حضور زبان میری



ج جان کے جان حیران کیتی نیونہہ لائے جانی پچھوتاونی ہاں
سوہنے یار دا ملنا دُور دسے ، بھاری منزلاں تھیں غم کھاونی ہاں
کدوں مکسن پندھ دُراڈھڑے جی لک بنھ کے دوڑدی جاونی ہاں
میرے یار نوں مولوی جا آکھیں تینوں بھاونی ہاں کہ نہ بھاونی ہاں



ح

ح حال میرا اللہ پاک جانے تیر عشق دا چھوڑ اگانہہ گیا
کوئی ونج پچھے میرے بیلیے توں بیلی کیہڑی گلاں چت چا گیا
چت چا کے اوہ بے پرواہ بیٹھا سدھا تیر کلیجے نوں کھا گیا
مولوی یار جانی آتن پا پھیرا ساڈا خوشیاں دا باغ کماء گیا



ح حال تھیں بہت بے حال ہوئی آں میرے خبر کرو پیارے جانیاں نوں
پئی سکدی ہاں مکھ ویکھنے نوں اوسیاں پاوندی ہاں دل جانیاں نوں
دکھاں درداں ننے مار کے چور کیتا رتی مہر نہ یار گمانیاں نوں،
لکھی قلم ربانی نوں کون موڑے ، مولوی دوس ناہیں کجھ جانیاں نوں



ح حال میرا اللہ پاک جانے درد عشق والا مینوں کھا گیا
سیّو کدوں پیارڑا پھیرا پاسی درد ہجر والا جیہڑا لا گیا
کدوں پھیر پھیرا پاوے یار میرا جیہڑا گُجھڑی پیڑ لگا گیا
مولوی یار میاں دُکھ پیش آئے ویلا سُکھاں دا اج وِہا گیا



ح حال اساڈے نوں کون جانے دردمند ملے کوئی آ کے جی
درداں نال حقیقتاں پھول دساں سارے دُکھڑے دیواں سُنا کے جی
میری جان کباب دی سیخ بھُنی ماہی پریم دی اگ لگا کے جی
مولوی یار جانی آنگن پائیں پھیرا نہیں تاں جاوسی جند وِہا کے جی



ح حال احوال میں کیہنوں دساں جیہڑی آن بنی بیٹھی جالنی ہاں
سُن سُن مصیبتاں تیریاں جی بیٹھی من وچ گیٹیاں گالنی ہاں
کیہڑے دیس گئیوں پوے خبر تیری بُوٹا بُوٹا میں کر کر بھالنی آں
مولوی یار جانی آتن پائیں پھیرا تیری صورت تھیں گھول گھماونی ہاں



خ

خ خال محبوب دا بھور کالا بیٹھا مَل کے پھُل گلاب دا جی
زلفاں لٹک پیاں جیویں ناگ کالے بیٹھے گھیر کے رُخ مہتاب دا جی
لڑی موتیاں دی دند یار والے اکھیں رہن جیوں مٹ شراب دا جی
ابرو سجناں دے مولوی قبلہ کعبہ سانوں شوق نہ مُول محراب دا جی



خ خوف گواہنڈیاں ظالماں دا اِک گل دی لکھ بناوندے نی
اِک گل کریئے نال یار دے جیگل پائیکے ڈھول وجاوندے نی
اساں سجدہ کیتا مُکھ یار دے نوں لوک مکے نوں سیس نواوندے نی
مولوی صدقے ونجاں اوہناں عاشقاں تھیں جیہڑے کفر وچوں شوہ پاوندے نی



خ خبر آئی سوہنے یار دی جی بیٹھی ہار سنگھار پروونی ہاں
آن عطر ، فلیل ، رویل ، چنبا خاطر یار دے سیج وچھوونی ہاں
مہندی اوہا جیہڑی پہلے یار گھلی بیٹھی گھول کے دست لگوونی ہاں
مولوی یار جانی گھر شادیاں نی باہیں لال چوڑا چھنکوونی ہاں



د

د درداں دا کاغذ قاصدا وے میرے یار نوں جا پہنچاونا ایں
اوّل لیویں توں حال احوال اُس دا پچھوں کھول بیان سناونا ایں
باہاں بنھ کے عرض سلام کریاں رو رو درداں دا خط پھڑاونا این
جا کے آکھیں توں مولوی یار تائیں لگی پریت نوں توڑ نبھاونا ایں



د دسیں توں جوگیا راولا وے ہک تُدھ ہی جیہا میرا یار آہا
اُس دا مونہہ مہتاب ، گلاب چشماں ، مینڈے سینے دا ہار سنگھار آہا
رونداں چھوڑ گیا دل تروڑ گیا مینڈا اُس دے نال پیار آہا
مولوی یار جانی میں تاں تدن بھلی جدن حُسن دا گرم بازار آہا



د دوستاں دیاں اکھیں مٹھّیاں نی کامن پا غریب نوں ٹھگ گئیاں
اُس ویلڑے نوں پچھتاونی ہاں جس ویلڑے اکھیاں لگ گئیاں
وچھڑی کونج وانگوں کُرلاوندی ہاں میری کُوکاں تاں سارڑے جگ گئیاں
مولوؔی لکھیاں کلاماں نوں کون موڑے جیہڑیاں روز ازل دے وگ گئیاں



د دولتاں سبھ لُٹا بیٹھی جدوں عشق دے آن کے چور پئے
اگے ہکی قضیے نوں جھوردی ساں ہُن لکھ قضیاں وَبے ہور پئے
اگے کڈھ قصیدہ نہ جاندی ساں ہُن لکھنے تتر تے مور پئے
مولوؔی یار جانی ساتھوں اوہ چنگے جیہڑے کل جمے اج گور پئے

☆

د دوست اساڈے نوں کون جھڑکے جھڑکن والے نوں چا قربان کیتا
جس دا مکھ ڈِٹھیاں دُکھ دُور ہووے اُس کِسے دا کیہہ زیان کیتا
اساں نیتی نماز پریم والی مکھ یار دا چا عیان کیتا
مولوی یار جانی گلاں سو ای بھلیاں جیہناں گلاں دا چا بیان کیتا



د دل میرا ایہو منگدا ای سوہنے یار دے قدماں دی خاک ہوواں
کراں روندیاں ہنجواں دے نال وضو، تاں میں غیر دے عیب تھیں پاک ہوواں
میں تاں باجھ سجن کسے کم دی نہیں توڑے لکھ سیوا کن اُشناک ہوواں
مولوی یار توڑے جگ بُرا بولے پر نہ یار ولوں عیب ناک ہوواں



ذ

ذ ذکر کرو اوہناں دوستاں دا جیہڑے اساں ولوں جی رکھدے نی
تھیواں خاک پواں وچ گلیاں دے جتھے قدم مبارک رکھدے نی
کائی گھلیاں واؤں اُس دیس والی جتھے جانی اساڈڑے وسدے نی
مولوی یار جانی سوہنا بہے نیڑے نین ویکھدیاں مُول نی رجدے نی



ذ ذات ملا دی غلام ہوواں باندی ہو حضور کماوندی آں
توڑے منگی برات نہ دیو سوہنا درِ یار نوں چھوڑ نہ جاوندی آں
دھواں پا بیٹھی درِ یار والا میں تاں انگ بھبوت لگاوندی آں
مولوی ایسا ہووے سوہنا یار ملے تاں میں سیّاں دے وچ سہاوندی آں



ر

ر روندیاں وقت نصیب نوں جی جس ویلڑے اکھیاں لا بیٹھی
پہلے مت نہ آوندی ہتھ میرے سر عشق دا بھار میں چا بیٹھی
جاؤ جاؤ سیّو متیں دیوو ناہیں عشق یار دا جھولی میں پا بیٹھی
آکھو جا مولوی سوہنے یار نوں جی ہتھیں آپنے موہرا میں کھا بیٹھی



ر راہ ناہی دا میں کھلی بھالاں مینوں ہور نہ سُجھدا کم مائے
اکھیں پھٹیاں وچ اُڈیک دنے جی اکھیں نیر وہے ترم ترم مائے
کیہی وا وچھوڑے دی گھلی آہی سڑ بل گیا ہڈ چم مائے
کوئی ایسا ہووے مولوی آن دسے لکھے لوح محفوظ قلم مائے



ر روح میرا ونج کھوہ پیا تُساں نام لیا ٹُر جاونے دا
مونہہ سُک گیا دل ترٹ گیا ہوش بھُل گیا اَن کھاونے دا
سوہنا ٹُریا ویندا مُڑ بھالے نہیں چک سٹ گیا اُٹھ باہونے دا
مولوی یار جانی واسطہ رب دا ای کوئی کاری کریں پھر آونے دا



ر رب رحیم دا واسطہ ای اساں سکدیاں نوں نہ سِکا ماہی
جھولی اَڈ کھلی تیرے پاس سوہنا نام رب دا ای خیر پا ماہی
لگی مرض وچھوڑے دی دق وانگوں باجھوں دید دے نہیں وے دوا ماہی
مولوی یار میاں آنگن پا پھیرا ہووے عاشقاں ٹُرت شفا ماہی



ز

ز زلف محبوب دی نانگ کالی دل عاشقاں دا نِت ڈنگدے نی
ذرا رحم نوں اوہناں ظالماں نوں ڈنگ ماردے مول نہ سنگدے نی
اکھیں تک کے نال کمان ابرو چھِک مار دے تیر تفنگ دے نی
مولوی عشق منیاں اوہناں عاشقاں دا دل دے کے مُول نہ منگ دے نی



س

س سچ جانی توں پردیس چلیوں فی امان اللہ فی امان اللہ
تیری بانہہ حوالڑے رب دے جی نگہبان اللہ نگہبان اللہ
سوہنا ٹُریا ویندا مُڑ بھالے ناہیں میں حیران اللہ میں حیران اللہ
گھلی واؤ وچھوڑے دی مولوؔی جی سُبحان اللہ سُبحان اللہ



س ستر عشق دا میں قبول کیتا بھٹھ گھتاں تاں لیف نہالیاں نوں
میں تاں کھیڈن خواب خیال کیتا چا پھوک دِتا ایہناں چالیاں نوں
جیہناں دُکھ لگا تِنہاں سُکھ کیہا مُول نہیں درداں والیاں نوں
دامن یار دا مُول نہ چھوڑیئے جی مولوؔی بھاہ لگے خوش حالیاں نوں



س سجناں وچ فراق تیرے کھڑی حال دے نال میں چالساں وے
گیا بُجھ چراغ ہے ہوش والا کیہڑے زور تران تے بالساں وے
میناں سٹ گئیوں وچ پردیس جانی کیہڑے دیس اندر جا کے بھالساں وے
مولوی یار جانی آ کے پا پھیرا تیری مہر نوں نت سمبھالساں وے



س سٹ روزگار تے کار سبھا طوق یار دا گل وچ پاونی ہاں
کُتی اُس دی ہاں لونگی نام میرا در اُس دے پئی بھوکانی ہاں
دُرے دُرے کرے کوئی جا نہیں آ تُتہ تُتہ کرے پئی آونی ہاں
مولوی ویکھ جمال نہال تھیواں سوہنے بھاونی ہاں کہ نہ بھاونی ہاں



ش

ش شہر قبولیا عشق والا بھا لائی ہے لیف تُلائیاں نوں
اساں کھیڈنا خواب خیال کیتا چا پھوک دِتا اوہناں چالیاں نوں
جیہناں دُکھ لگا تِنہاں سُکھ کیہا سُکھ مُول نہیں آں درداں والیاں نوں
دامن یار دا مُول نہ چھوڑیئے جی مولوی بھا لائی خوش حالیاں نوں



ش شرم کیہا جِتھے عشق لگا عاشق شرماں نوں مار گواوندے نی
رہن مست شراب دیدار دے تھیں داماں باجھ غلام کہاوندے نی
ایہناں موت ناہیں ڈر فوت ناہیں اِلا اللہ دی ضرب لگاوندے نی
کلمے پاک رسول مقبول دے نوں مولوی سینے دے وچ ٹکاوندے نی



ش شرم کیہا جتھے عشق لگا عشق لکھ حیاواں کوٹ توڑے
جتھے شرم حیاواں کوٹھڑیاں اُتھے عشق نے آ دوڑائے گھوڑے
توں تاں سمجھ قاضی ہویوں نہ پازی لگے راہ محبوباں دے کون موڑے
جتھے ونجنا آہا اُتھے ونج رہیا مولوی رب سبب جے آں جوڑے



ش شرم کیہا جتھے عشق لگا عشق لکھاں حیاواں دے بوڑ چھوڑے
جتھے پیر دھرن دی جا ناہیں عاشقاں آن دوڑائے میدان گھوڑے
سبھے ہوڑ رہے سبھے ڈک رہے ڈِٹھے راہ محبوباں دے کون چھوڑے
مولوی منگ دعا قبول ہووے مت رب اساڈڑے جوڑ جوڑے



ش شرم کیہا جتھے عشق لگا اُتھے رو رو حال سُنایئے جی
سر کپ کے تلی تے رکھ کے جی جتھے یار ہووے اُتھے جایئے جی
توڑے مرے بے ہانڈ گواہنڈ سارا تاں تاں جیویئے عشق کمایئے جی
مولوی یار جانی مردیاں مر جایئے اس عشق نوں لج نہ لایئے جی



ش شہر سوہن نال عاشقاں دے باہر شینھ سوہن نال بیلیاں دے
ایہو پھُل سوہن نال بُلبلاں دے ایہو باغ سوہن نال کیلیاں دے
ایہو عالم سوہن نال طالباں دے جویں گورو سوہن نال چیلیاں دے
مولوی یار جانی میں تاں موئی پئی آں چھوڑے ساتھ تے سنگ سہیلیاں دے



ش شوق تُساڈے تھیں سجنا وے مینوں پہلے نی فکر جہان والے
یاد آوندی شکل مہتاب والی جیویں یوسف ماہ کنعان والے
جوتشی سد کے فال کڈھاونی ہاں کدوں جاسن روز ہجران والے
مولوی یار تائیں آکھیں جا قاصدا میرے مطلب سبھ زبان والے



ص

ص صبر کیہا جتھے عشق لگا کوٹ عقل دے نوں کردا چُور یارو
اُس دے تھاؤں مکان سبھ صاف کردا عقل نس ویندا اُس تھیں دُور یارو
عشق حق دے نال ملاوندا ای توڑ وچ جناب حضور یارو
مولوی عشق جیسی کوئی چیز ناہیں ہور سبھ گلاں ہین کوڑ یارو



ص صورت مجاز دی ویکھ اوّل لگا عشق سانوں نال بیلیاں دے
کھان پین ساڈا سبھ مُک گیا بُھل گئے نی سنگ سہیلیاں دے
میں تاں جنگلاں دے وچ پھراں بھوندا جیویں شُتر بے باجھ نکیلیاں دے
مولوی یار جانی کُجھ نہیں سُجھدا سُنجے دِسن مکان حویلیاں دے



ص صبر نہیں آوندا عاشقاں نوں کیہی عشق چلائی سانگ مینوں
تسبی کوزہ مصلیٰ بھُل گیا عشقے جھاڑ وکھائی کانگ مینوں
عاشقاں نیتی نماز پریم والی کنے عشق سُنائی بانگ مینوں
مولوی یار جانی میں حیران کھلی راتیں دیہاں جیہناں دی تاہنگ مینوں



ص صبر کراں سینے اگ لگے سیّاں دیندیاں نت تسلیاں وے
گھر بار حویلیاں باجھ تیرے کھاوں ڈھکیاں شہر دیاں گلیاں وے
مینوں کسے دا بولیا نانہہ بھاوے بیٹھی روندی نت اکلیاں وے
آکھو جا کے مولوی یار تائیں تُساں چٹھیاں لکھ دے نہ گھلیاں وے



ض

ض ضرب لگی سخت عشق دی جی بھُل گیا پھرن پھران مینوں
جوش عشق نے ہوش بے ہوش کیتے لنگیں رہیا نہ کُجھ تران مینوں
آئیں دئیں دیدار توں سجنا وو کھان پین تے نیند حرام مینوں
لگا تیر فراق محبوب والا بھُل گئے نی ساز سمیان مینوں



ض ضبط کرو ہِک الف اللہ دھندے ہور جہان دے چھوڑ کے جی
کرو یاد توحید کتاب تائیں سارے علم جہان دے بوڑ کے جی
کل کثرتاں کرو فنا بھائی واحد لاشریک نوں جوڑ کے جی
لدھا مولوی حرف توحید والا علماں ساریاں تھیں مونہہ موڑ کے جی



ط

ط طعنے دیوے مینوں جگ سارا میں تاں عشق تھیں باز نہ آونی ہاں
سیج کھیڑے دی نوں چا پھوک لاواں رانجھے یار دی ہیر کہاونی ہاں
رانجھا تخت ہزارے دا سائیں آہا میں بھی ہیر سیال سداونی ہاں
مولوؔی بھاہ لگے مال خزایناں نوں ہک یار دا دم رکھاونی ہاں

☆

ط طرف تُساڈڑے کون بھیجاں کسی نال نہ ، جھکدی بولدی ہاں
دوتی چھُپ کے جھاتیاں پاؤندے نی اندر بیٹھ مصیبتاں پھولدی ہاں
اُٹھ باہر ویکھاں روندی پھر آواں ناہیں صبر ذرا بیٹھی ڈولدی ہاں
مولوؔی یار دے جا ٹکانیاں نوں نت پا پھیرے پئی ٹولدی ہاں

☆

ظ

ظ ظاہر ویکھو تاں میں چنگی بھلی مولا جاندا اندر دا حال میرا
رل مل سیّاں مینوں دین طعنے ساڑ سٹیو نی حال کال میرا
سوہنے یار گئیاں مُدت گھنی گُزری اگے رب دے نِت سوال میرا
کدی یار دا آن ملاپ ہووے سُکھی جیوڑا رہے کمال میرا



ع

ع عشق پڑھیا اساں عشق دا جی سانوں ذکر مذاکری بھل گئی اے
چھُٹے برہوں دے تیر تفنگ جتھے سینہ پاڑ کلیجڑا سل گئی اے
ظالم برہوں نی آن کے کٹک پئی گھن جی نمانی دا چل گئی اے
مولوؔی زہر پیالڑا پی بیٹھے چھڈ یار جاں رنگ محل گئی اے



ع عشق دا مُشک اولڑا ای توں تاں سُنگھ ناہیں مت دھا جاوے
ایہہ تاں وسدا ای مارو شینھ اِتھے نیڑے ونج ناہیں مت کھا جاوے
سودیاں دلاں دے نوں ہتھ پا ناہیں متی مفت ایہہ جان وکا جاوے
جس نوں آ لگدا ایہہ تاں عشق ظالم مولوؔی رگ رگ وچ سما جاوے



ع عشق جیہناں دے خیال پیاسو ای پھردیاں چُپ چُپاتیاں نی
اندر وڑن تاں پیر فقیر سورن باہر پھردیاں گُنگیاں باتیان نی
جیہندا مونہہ مہتاب گلاب چشماں سوہنے نین اوہناں دیاں گاتیاں نی
مولوی یار جانی جیکون یار ملے ٹھنڈیاں ٹھار اوہناں دیان چھاتیاں نی



ع عشق جیہناں دے خیال پیا سو ای سُک گئے وانگوں کانیاں دے
جتھے عشق ظالم ونج کیتے ڈیرے عقل چھوڑ گئے کولوں دانیاں دے
ہِک عشق تُسا ڈڑا ساڑے سوہنا! دوآ لوک ساڑے نال طعنیاں دے
مولوی یار مِلے تاں میں جیوندی ہاں میرا روح آوے وچ خانیاں دے



ع عشق تیرے نے چرخ چاہڑیا گلاں ہلدیاں ہلدیاں ہل گئیاں
ویکھن یار کارن اکھیں سُرمہ پایا ہنجو ڈُلھدیاں ڈُلھدیاں ڈُلھ گئیاں
زلفاں یار دیاں کالیاں ناگاں وانگوں ہین کھلدیاں کھلدیاں کھُل گئیاں
مولوی خاک دے نال رلا چھوڑیاں ہڈیاں رُلدیاں رُلدیاں رُل گئیاں



ع عشق ظالم سنسار وانگوں مینوں گالیا گھت کُٹھالیاں وے
لگی اُگ پریم بھڑک جتھے اُتوں شوق پھوکیندڑا نالیاں وے
اُتوں گھت سوہا کڑا سوز والا گئی سیم جیہناں دیاں گالیاں وے
میرے یار نوں مولوی جا آکھو تیرے دید دی نت سوالی آں وے



غ

غ غماں نے مار کے چُور کیتا سانوں ہوش جہان دی بھُل گئی اے
درد یار دے تھوں رنگ زرد ہویا کائی وا وچھوڑے دی گھُل گئی اے
جیہناں نال سیّاں رل کھیڈ دی ساں اوہی نس گئیاں کائی بھُل گئی اے
مولوی یار جانی جانی لد چلے ایہا گل جہان وچ ٹُل گئی اے



غ غرق کیتی تاں میں غرق ہوئی سوہنے یار دی یاری ہُن ہور ہوئی
اگے مہئیں دے نال پریت آہی ہُن مئیں دے نال اجوڑ ہوئی
نہ میں مارے مراں نہ میں ساڑے سڑاں پریت لائیکے ہُن کمزور ہوئی
مولوی سبھ سہیلیاں سد لئیاں ہِک میں ہی جہان دی چور ہوئی



ف

ف فائدہ مُول نہ کُجھ مینوں توڑے سو نصیحتاں دیوو لوکو
بن یار دے ہور نہ دارو میرا بھاویں لکھ طبیباں دے ڈھوو لوکو
نیونہہ لگ کے مُول نہ چُھٹ دا اے لِٹاں پٹ نہ میڈھیاں کھوو لوکو
مولوی چاٹ پریم دی لگ گئی آ پانی مٹی دے نال نہ دھوو لوکو



ف فرض نماز پریم دی جی عاشقاں نیتی آ ہِکا رکعات میاں
رمزاں نال رکوع سجود کردے اگے وحدت والڑی ذات میاں
عاشق وچ وصالاں دے غرق ہوئے پڑھ بیٹھے نی التحیات میاں
مولوی ایویں ونجائی آ عمر ساری عشقے باجھ تاں کالڑی رات میاں



ف فکر کرو بیٹھی آکھنی ہاں جوگی سدّ کے فال کڈھا ویکھو
کوئی روز سُلکھنا بھا میرے کدوں آوسی ذرا پُچھا ویکھو
ناہیں زور تران پراں اندر توڑے پکڑ کے بانہاں اُٹھا ویکھو
مولوؔی باجھ دیدار دوا ناہیں توڑے لکھاں طبیب سدا ویکھو



ق

ق قہر کیتا سوہنے یار میرے مینوں چھڈ اکلیاں جاوندا ای
بدلے اِک سُکھ دے سو سو دُکھ دتے اُس نوں ترس نہ مول پئی آوندا ای
ہُن دسو یارو میں تاں کیہہ کراں بناں اُس تھیں کُجھ نہ بھاوندا ای
وڈا ظلم اُس نے مولوی کیہا کیتا ایہہ تاں وچ حساب نہ آوندا ای



ق قائم رہے یار جانی میرا جس یار دے عشق دی اگ مینوں
لڑ یار دا مُول نہ چھوڑساں جی توڑے طعنے دیوے سارا جگ مینوں
درد ہور آہا دارو ہور کیتم زخم دھا گیا رگ رگ مینوں
میں تاں لکھ خیرات شرینی دیواں مولوی یار ملے گل لگ مینوں



ک

ک کملی ہوئی آں سوہنے یار پچھے ملاں دھنگی نماز پڑھاوندے نی
عاشق سجدہ کردے سوہنے یار اگے لوک مکے نوں سیس نواوندے نی
دین مذہب نہیں آں ایہناں عاشقاں دا تسی تروڑ جنجو گل پاوندے نی
مولوی عشق بھلا اوہناں عاشقاں دا جیہڑے کفر وچوں شوہ پاوندے نی



ک کیچ دے بیچ میں لُٹ گئی دل وچ بیٹھی ہتھ اوٹھیاں وے
اچن چیت بلوچ دی سانگ لگی ایہناں پسلیاں میریاں چھوٹیاں وے
سُنجے عشق دے گھر نروار نہیں دھواں دھار وسن غم لوٹیاں وے
مولوی مار کے جان حیران کیتی تنبو کھوڑ بیٹھی وچ چوٹیاں وے



ک کیہیاں کتاباں نکمیاں نی جتھے یار دا ھرف لکھیوے ناہیں
اوہ تقریر نہیں کسے کم دی جس تھیں عین شین قاف سنیوے ناہیں
مُلاں درس پڑھاوندے تھک پئے ہکو یار دا لفظ پڑھیوے ناہیں
مولوی پاڑ کاغذ مس ویٹ جلدی ، ایسی قلم نوں چا سڑیوے ناہیں



ل

ل لائی پریت نہ توڑیئے جی ایہا شرط ہے عشق کماونے دی
اگے یار دے جان قربان کریئے اُتھے جا نہ جی چراونے دی
جیہناں چاٹ پریم دی لگ گئی آ اوہناں شوق نہ پیونے کھاونے دی
مولوی عشق جیسی کوئی بات ناہیں لذت وڈی ہے عشق کماونے دی

☆

ل لگی کانی ڈاہڈی درداں والی دُکھاں یار دیاں مار کے چُور کیتا
میں تاں ہوڑی روٹی پیاریاں جانیاں دی سینہ کپ کلیجہ طعام کیتا
اساں نیتی نماز پریم والی مُکھ یار دا چا امام کیتا
مولوی یار جانی تُساں خوش رہو اساں زہر دا گھول کے جام پیتا

☆

ل لائی پریت سی سُکھ کارن جاتا سبھ مراداں پُنیاں نی
خوشی نال مہندی ہتھ لال رتے اُتے سوہیاں ساویاں چُنیاں نی
سُکھے لاہی ہاں گھر ما پیو دے سیّاں نال نہ کدے وچھنیاں نی
مولوؔی سخت پئے آ کے وخت مینوں اج رت دے ہنجو رُنیاں نی



ل لئی کہاراں نے چُک ڈولی ، ڈولی چاہڑ لے چلے کہار مینوں
جیہناں سیّاں دے وچ میں کھیڈ دی ساں ، سیاں ملدیاں نیں وارو وار مینوں
ماپیو سکدے نی مُکھ ویکھنے نوں ، ڈولی ویکھدے لا اُتار مینوں
اج آخری ہے الوداع ساڈی آ کے مل لے مولوؔی یار مینوں



م

م مرن چنگا وچ عشق دے جی میں تھیں صاف پُچھیں جے توں آ میاں
اس عشق جیڈی لذت کوئی ناہیں دیندا رب نوں جا ملا میاں
جا کے پُچھ لوو اوہناں عاشقاں تھیں سر ورتیاں جیہناں تے جا میاں
کریو نہ ملامت مولوی نوں دیندا اوہ بھی حق سُنا میاں



م مرتبہ عشق دا بہت اعلیٰ عشق دوہاں جہاناں دی دات آہی
تد نبی دا نور ظہور کیتا جدوں عشقے سندی ملاقات آہی
عشق مذہب آہا خاصاں عاشقاں دا جدوں دیہنہ آہا تے نہ رات آہی
مولوی یار جانی عشق روشن آہا ہور کُجھ نہ آہا ہکا ذات آہی



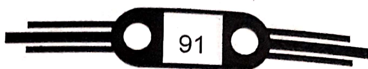
ن

ن نیونہہ لائیا خوشی ویکھنے نوں ہتھوں جی پیا وچ جھوریاں دے
اُچی کُوک کوکاں سُنے لوک سارا کیہی واہ پئی نال ڈوریاں دے
کنڈ دے بیٹھے مُڑ بھالن ناہیں ہتھوں بولدے نال نہوریاں دے
مولوی یار جانی کیہڑی گل کیجے کدے نیونہہ نہ پُگدے زوریاں دے



ن نظر نہ آوندا یار مینوں گُل گلیاں تاں موہرا ہو رہی آں
دھوتیاں داغ نہ لہندے یار والے گھت کھار صابون میں دھو رہی آں
میری کُوک نہ سُندا ہے رب ڈاہڈا دوئے چشماں نمانیاں رو رہی آں
مولوی یار جانی جانی لد چلے بُوہا پکڑ حیران کھلو رہی آں





ن نام تُساڈا میں منگ لیا اساں ہور کیہہ کھٹیا وٹیا ای
ہِک نام تُساڈڑے واسطے ماہی اساں خویش قبیلڑا سٹیا ای
ماپیو ویر ڈراونیاں دے رہے میرا جی پچھوہاں نہ ہٹیا ای
مولوی یار دا دامن میں کیویں چھوڑاں میرا دوہاں جہاناں دا کھٹیا ای



و

و وسدا مُلک جہان سارا پیا عشق اساڈڑے خیال میاں
جیہڑی عشق اساڈڑے نال کیتی شالا کرے معشوق دے نال میاں
لگے عشق معشوقاں دے تن کدے جیہا لگدا ہے عاشقاں نال میاں
مولوی یار دی گولی میں توڑ دی ہاں شالا کرے نصیب وصال میاں

☆

و وِداع کرو سیّاں نال میرے اساں مُڑی جاندے اج کل میاں
اس ساہ دا کُجھ وساہ نہیں دُنیا والی تاں کُوڑی ہے گل میاں
لمیاں واٹاں تے پینڈے دُراڈڑے نی ساڈیاں کون دیسی خبراں وَل میاں
مولوی یار جانی دل اداس ہویا قسمت لئی بیٹھی کُجھ پَل میاں

☆

و وِک گیا تیرے نام پِچھے کوئی بھیج دلال تے گھِن مینوں
سیّان سنگ سہیلیاں پُچھ رہیاں کیہا سُول ہے کالجے چِھن مینوں
ماپیو لکھ طبیباں دے ڈھو رہے کسے سہی نہ کیتا اے جِن مینوں
مولوؔی آکھ ویکھاں عشق جھکڑ کیہا جیہڑا چائی پھردا راتی دِن مینوں



و وات نہ پُچھی آ کے وے آپے لا ئیکے اکھیں پھیریاں نی
کالے کیس ہوئے دھولے ویس میرے واٹاں نت پُچھیندڑی تیریاں نی
جیہڑا ہجر تیرے میرا حال کیتا گلاں پُچھ سیّاں کولوں میریاں نی
مولوؔی یار میاں تیرے عشق پِچھے مینوں تہمتاں ہور بہتریاں نی



ھ

ھ ہدایت ہوئی جیہنوں رب دی جی اوہ تاں دوہاں جہاناں وچ وسدے نی
اوہناں ورد وظیفہ ہے اللہ اللہ اوہ تاں عیباں کولوں پئے نسدے نی
راتیں بہوں جاگن دِتے روزہ رکھن بندگی وچ خدائے دے وسدے نی
مولوی جیہناں اُتے ہے فضل رب دا اوہ تاں رنگ محلاں وچ وسدے نی

☆

ہ ہار سنگھار نہ لا مائے اُچے پپل تے پینگھاں ونج پیئاں
ہکن پینگھدیاں ہکن پینگھ گئیاں جھوٹے دیوندیاں وارو وار سیّاں
ہکن چڑھیاں نال اُلاریاں دے لاہاں تروڑ کے مونہہ دے بھار پیئاں
مولوی یار جانی پینگھن سو ای چڑھیاں جیہڑیاں صحیح سلامت پار گئیاں

☆

ی

ی یار اگے نت عرض کراں مینوں چھوڑ نہ مُول ہکلڑی جی
سیج سُتے نوں سون نہ دیوے ظالم ایہہ تاں برہوں دی بھا اولڑی جی
تخت کھیڑیاں دے نوں میں پھوک لاواں میں رانجھن یار دی گولڑی جی
مولوی دُکھ ملاوندا سُکھ نوں جی نہیں یار دی سیج سُکھلڑی جی



ی یاریاں رب رسول دیاں ، ہور یاریاں سبھ نکاریاں نی
جیہڑا منکر ہے رب رسول تھوں جی اِتھے اُتھے اُس بازیاں ہاریاں نی
اِک خوف ڈاہڈا مینوں اگوں دا دوجا پنڈاں چائیاں سر بھاریاں نی
مولوی یار دے دامن آ لگی جس ڈُبیاں بیڑیاں تاریاں نی



ی یار دِسے دوروں آوندا جی گھر بار تاں سبھ لُٹاوندی ہاں
سینہ ساز کراں و رباب میاں ناڑو کڈھ کے تار وجاوندی ہاں
گُو پر بھن کے چا پیالہ کراں لہو کڈھ شراب پلاوندی ہاں
کِتی لکھ صدیاں مولوی گُزر گئیاں گاون درد فراق دا گاوندی ہاں



ی یار پیارڑا اوہ ناہیں جیہڑا اگے اساں نال بولدا سی
ہُن ہس کے گل نہ مُول کردا اگے دُکھاں دے پھولنے پھولدا سی
ہُن زہر پیالڑا منگ رہی آں اگے کھنڈ دے شربت گھولدا سی
مولوی یار میاں گلاں پیش آئیاں جیہناں گلاں تھیں جیوڑا ڈولدا سی





مولوی محمد علی مکھڈیؒ [۱۷۵۰ء تا ۱۸۳۷ء] اپنے ویلے دے منّے پرمنّے عالمِ دین تے صوفی ای نہیں سگوں اُچ پدھر دے شاعر وی سن۔ منکھ دی گل ہے جے اوہناں دے فارسی تے پنجابی کلام دا چوکھا حصہ زمانے دی دھوڑ وچ گواچ گیا ہے تے جو کلام محفوظ رہیا اوہدی سودھ کاری وَل کسے اُچیچا دھیان نہیں دِتا۔ ''محرابِ دُعا'' دے سرناویں ہیٹھ مولوی ہوراں دے دستیاب کلام نوں سانبھن تے سودھن دا کم کر کے محمد ساجد نظامی نے اس لوڑ نوں پورا کرن دا اُپرالا کیتا ہے۔

مولوی محمد علی مکھڈیؒ دی پنجابی سی حرفی فکر دی ڈُوہنگھائی تے فن دی پکیائی دا مونہوں بولدا شہکار ہے۔ اوہناں نے پنجاب دے صوفی شاعراں دے اُلیکے اکھراں دی چھتر چھاویں سُخن دے جو دیوے بالے ہن اوہناں دے چانن نال اندر دی دُنیا لشکدی نظر آوندی ہے۔ تشبیہاں، استعاریاں تے علامتاں دے ڈُھکویں تے پچویں وَرتاوے تے زبان دے سُہپن نے اوہناں دے معرفت رَنگے کلام دی تاثیر نوں سوایا کر دِتا ہے۔ ایہہ گل بڑے مان نال آکھی جاسکدی ہے جے پنجابی سی حرفی دے پڑ وچ مولوی ہوراں دی سی حرفی اپنی نویکلی دِکھ پاروں اِک انمُلا وادھا ہے۔

ارشد محمود ناشاد

السلام و علیکم
امید کرتا ہوں آپ خیریت سے ہوں گے
اس کتاب کو پی ڈی ایف کرنے کا مقصد
فی سبیل للّٰہ فراہم کرنا ہے لہذا اس سے
تجارتی مقصد نہیں ہے اس کو پڑھ کر
آگے سنڈ کریں اور اس بندہ ناچیز کو
اپنی دعاوں میں یاد رکھیں

pdf by
خلیفہ مدنی تونسوی
تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی
خان پاکستان
+923321717717